محمد افضال بٹ

پروفیسر محمود بریلوی اور ڈاکٹر انور سدید کی مختصر تواریخ کا تقابلی جائزہ

Writing of short history of Urdu literature is comparatively a recent literary genre. Two short histories: on by Dr. Anwar Sadeed (444 pages) and the other by Prof. Mehmood Brelvi (722 pages) are the subject of comparative study in this article. The techniques of research and critical erspectives of the two writers have been presented here.

❖•❖•❖•❖•❖•❖•❖

ذیل میں جن دو تواریخ ادب کا تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے وہ یہ ہیں:

(الف) ''مختصر تاریخ ادب اردو''(۱) از پروفیسر محمود بریلوی

(ب) ''اردو ادب کی مختصر تاریخ''(۲) از ڈاکٹر انور سدید

''مختصر تاریخ ادب اردو'' ۴۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ حصہ اوّل میں اردو شاعری کا احاطہ کیا گیا ہے جب کہ حصہ دوم اردو نثر کا جائزہ پیش کرتا ہے۔

۷۲۲ صفحات پر مشتمل ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' کے کل تیرہ ابواب ہیں۔

Scanned by CamScanner

''مختصر تاریخ ادب اردو'' کے برعکس اس کتاب میں شاعری اور نثر کے لیے الگ حصے نہیں کیے گئے بلکہ زبان و ادب کا ارتقا دکھانے کے لیے نظم و نثر ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

''اردو زبان کی ابتدا، پس منظر اور قدیم روایت'' یہ ہے'' اردو ادب کی مختصر تاریخ'' کا پہلا باب۔اس باب کے ذیلی عنوانات درج ذیل ہیں:

اردو کے مختلف نام، اردو رسم الخط، اردوطباعت، قدیم اردو ادب کی اصناف،غزل، مثنوی،قصیدہ، ہجو، رباعی، شاعری کے چند متعلقات ،تخلص ،مشاعرہ۔

اردو زبان کے سیاسی و معاشرتی پس منظر کی وضاحت کے لیے ڈاکٹر انور سدید نے جن کتابوں سے حوالے دیئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ''اردو زبان کی قدیم تاریخ'' (عین الحق فریدکوٹی)

۲۔ ''اردو شاعری کا مزاج'' (ڈاکٹر وزیر آغا)

۳۔ ''اردو کی کہانی'' (ڈاکٹر سہیل بخاری)

۴۔ ''قرون وسطی میں ہندوستانی تہذیب'' (گوری شنکر ہیرا چند اوجھا)

۵۔ ''اے ہسٹری آف انڈیا'' انگریزی (رومیلا تھاپر)

۶۔ ''دی سٹوری آف انڈو پاکستان'' (فیاض محمود)

۷۔ ''آب حیات'' (محمد حسین آزاد)

۸۔ ''رودکوثر'' (شیخ محمد اکرام)

۹۔ ''موج کوثر'' (شیخ محمد اکرام)

۱۰۔ ''اردو ادب کی تحریکیں'' (انور سدید)

۱۱۔ ''اے ہسٹری آف اردو لٹریچر'' انگریزی (ڈاکٹر محمد صادق)

اردو زبان کی ابتدا کے بارے میں جن محققین کی آراء شامل ہیں۔ انمیں میر امحمد حسین، آزاد، عبدالغفور نساخ، سرسید، میرامن، ڈاکٹر وائٹ برجنت، ڈاکٹر آئی آئی

Scanned by CamScanner

قاضی، ڈاکٹر گلکرائسٹ، سعید مارہروی، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ، حافظ محمود شیرانی، حکیم شمس اللہ قادری، سرجارج گریرسن، سرچارلس لائیل، ڈاکٹر محی الدین قادری زور، ڈاکٹر سنیتی کمار چٹر جی، ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر سید عبداللہ، محمد اکرام چغتائی، وجاہت حسین جھنجھانوی، علامہ اقبال، پروفیسر مسعود حسن خان، ڈاکٹر شوکت سبزواری، سید سلیمان ندوی، پیر حسام الدین راشدی اور ڈاکٹر سہیل بخاری،۔

پروفیسر محمود بریلوی نے اردو زبان کے سیاسی و معاشرتی پس منظر پر روشنی نہیں ڈالی۔ اسی طرح انہوں نے اردو زبان کے آغاز کے بجائے اردو ادب کی تاریخ پر روشنی ڈالی ہے۔

پروفیسر محمود بریلوی نے پہلے چار ابواب میں ۱۵۵۰ء سے لے کر ۱۶۸۷ء تک کی اردو شاعری پر بحث کی ہے۔ ابواب کے عنوانات ہیں:

۱۔ دکن اور اردو شاعری

۲۔ آگرہ اور اردو شاعری

۳۔ بہار اور اردو شاعری

۴۔ سندھ اور اردو شاعری

محمود بریلوی نے ابن نشاطی کے متعلق لکھا ہے کہ

''ابن نشاطی سلطان عبداللہ قطب شاہ کے دربار کا مشہور شاعر تھا۔ وہ دراصل ایک نثر نگار تھا۔''(۳)

لیکن ابن نشاطی کے نثر نگار ہونے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور نہ ہی اس کی نثر نگاری کا کوئی نمونہ پیش کیا ہے۔

غواصی کی شاعری کے مجموعے کو محمود بریلوی ''سیف الملوک بدیع الجمال''(۴) لکھتے ہیں جب کہ ڈاکٹر انور سدید نے اس کا نام'' مثنوی سیف الملوک اور بدیع

Scanned by CamScanner

الزماں''(۵) لکھا ہے۔ محمود بریلوی کے نزدیک غواصی شاعری کے دو مجموعوں کا مصنف تھا۔(٦) جب کہ انور سدید نے ''مثنوی سیف الملوک اور بدیع الزماں'' اور ''طوطی نامہ'' کے علاوہ دو مزید کتابوں ''مینا ستونتی'' اور ''چندا اور لورک''(۷) کا ذکر کیا ہے۔

محمود بریلوی نے وجہی کی مثنوی کا نام ''قطب ومشتری''(۸) لکھا ہے جب کہ ڈاکٹر انور سدید نے ''قطب مشتری''(۹) لکھا ہے۔ سید میراں ہاشمی کے سن وفات کے بارے میں محمود بریلوی نے لکھا ہے'' سید میراں ہاشمی (متوفی ۱٦۸۸ء یا ۱٦۹۷)''(۱۰) لیکن ڈاکٹر انور سدید نے ۱٦۹۷ء (۱۱) کو ان کا سال وفات قرار دیا ہے۔

محمود بریلوی نے مقیمی کے متعلق لکھا ہے:

''مقیمی کا پورا نام مرزا مقیم خاں تھا۔ وہ مثنوی 'فتح نامہ بکھیری (جو سلطان محمد عادل شاہ کی فتوحات پر مبنی ہے) اور ایک رومانی مثنوی 'مہیار اور چندر بھان' کا مصنف تھا۔''(۱۲)

اب ڈاکٹر انور سدید کے الفاظ دیکھیے:

''مقیمی مثنوی'' چندر بدن و ماہ یار'' کا مصنف اور مرزا محمد مقیم سے الگ شاعر تھا۔ یہ مثنوی غواصی کی ''سیف الملوک و بدیع الجمال'' سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی۔ مثنوی میں ایک ہندو شہزادی چندر بدن سے مسلمان تاجر محی الدین مہیار کے ناکام عشق کو رسیلے، خوش رنگ اور فارسی آمیز اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔''(۱۳)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ مقیمی اور مرزا مقیم دو الگ شاعر تھے نیز مقیمی کی مثنوی کا نام ''مہیار اور چندر بھان'' کے بجائے'' چندر بدن و مہیار'' ہے۔ تیسرے باب'' بہار اور اردو شاعری'' اور چوتھے باب'' سندھ اور اردو شاعری'' میں پروفیسر محمود بریلوی نے خاصی معلومات فراہم کی ہیں اور کچھ ایسے شعراء کا تعارف کرایا ہے جن کے ناموں سے ہم

Scanned by CamScanner

عام طور پر واقف نہیں۔

ملا تحقیق عظیم آبادی ،خواجہ عمادالدین عماد عظیم آبادی اور سید غلام نقشبند سجاد عظیم آبادی کا نمونہ کلام دینے کے بعد محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ:

'' اردو شاعری کے بہاری اسکول کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ تو دکن اور نہ دہلی کے زیر اثر رہا بلکہ خود بہاری شعراء نے دہلوی شعراء کو متاثر کیا''(۱۴)

اس کے بعد میر تقی میر کے استاد جعفر عظیم آبادی اور مرزا غالب کے استاد مرزا بیدل عظیم آبادی کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے بعد جن بہاری شعراء کا تعارف کرایا گیا ہے ،ان میں ہندو شاعر راجہ رام نرائن موزوں، راجہ شتاب رائے، میاں محمد روشن، جوشش عظیم آبادی، بیعت قلی خان حسرت عظیم آبادی، میر غلام حسین شورش عظیم آبادی، شاہ رکن الدین عشق عظیم آبادی اور راسخ عظیم آباد کے اسمائے گرامی شامل ہیں:

''سندھ اور اردو شاعری'' کے آغاز میں پروفیسر محمود بریلوی لکھتے ہیں:

'' ہر چند کہ سندھ برصغیر پاک و ہند میں ایک دور دراز خطہ تھا لیکن اردو زبان و ادب کے قیام و ترقی کے معاملے میں وہ بھی دیگر مراکز اردو کے دوش بدوش رہا۔قانع کی تصنیف ''مقالات الشعرا'' کی دریافت نے اب تاریخ ادب اردو کی سندھ سے متعلق گم شدہ کڑی کو فراہم کر دیا ہے۔''(۱۵)

محمود بریلوی نے سندھ کے درج ذیل شعراء کا ذکر کیا ہے۔

شاہ محمد معین تسلیم، میر حیدر الدین کامل، علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی، جعفر علی بے نوا، ملا محمد باقر ،قاضی عبدالقادر، شیخ محمد کریم، محمد سعید رہبر گوالیاری، میر غلام مصطفیٰ محزوں، عبدالسبحان فائز، میر محمود صابر رضوی، محسن الدین شیرازی، میر حفیظ الدین علی، سید

Scanned by CamScanner

نضائل علی بے قید، سید ضیاء الدین ضیاء، غلام حسین افضل سبز پوش ٹھٹوی، سید غلام محمد گدا، مخدوم محمد ابراہیم خلیل ٹھٹوی، قاضی غلام علی جعفری وغیرہ۔

پانچواں باب ۱۶۸۷ء سے ۱۷۵۹ء تک کے دور پر محیط ہے اور اس کا عنوان ہے ''دہلی اور اردو شاعری'' ۔لیکن اس باب میں دکنی شعرا بھی شامل ہیں۔

محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ'' دہلی میں اردو شاعری کا آغاز محمد افضل جھنجھانوی متوفی (۱۶۲۵ء) کے کلام سے ہوا۔''(۱۶) ۔محمود بریلوی نے مسعود سلمان سعدی (متوفی ۱۱۲۱ء) کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ لاہور کے رہنے والے اس شاعر کو اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہونے کا اعزاز اس وقت تک حاصل رہے گا جب تک ان سے پہلے زمانے کے کسی شاعر کا دیوان دریافت نہیں ہوتا۔''(۱۷)

ولی اورنگ آبادی کے متعلق محمود بریلوی لکھتے ہیں:

'' ولی کی زندگی کے متعلق جملہ امور (اس کا نام، وطن، تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، مولد، مدفن،سب) تحقیق طلب ہیں۔اس کا نام مختلف طرح سے لیا گیا ہے۔یعنی ولی محمد،محمد ولی، ولی الدین، شمس ولی اللہ، شمس الدین، معروف بہ ولی اللہ، شمس الحق اور حاجی ولی وغیرہ۔ بعض مصنف اس کا وطن ومولد احمد آباد(گجرات) بناتے ہیں اور دیگر اورنگ آباد(دکن)،لیکن کثرت رائے ثانی الذکر کے حق میں ہے۔بعض مورخین اس کی تاریخ پیدائش ۱۶۶۹ء بتاتے ہیں اور دیگر ۱۶۶۸ء لیکن کثرت رائے ۱۶۶۸ء کے حق میں ہے[کلیات ولی، مرتبہ احسن مارہروی۔ 'دیوان ولی' مرتبہ پروفیسر سیانی۔ 'نگار' اردو شاعری نمبر، جنوری ۱۹۳۵ء ، 'گل رعنا' اور' شعر الہند وغیرہ] لیکن تذکرہ شعرائے دکن کا مصنف بہ تاریخ ۱۶۴۳ء بتاتا ہے] 'انتخاب

Scanned by CamScanner

زریں، مرتبہ سر راس مسعود ۱۹۲۶ء ص۴] انسائیکلوپیڈیا برٹانکا (چودھواں ایڈیشن، ۱۹۲۹ء کے مطابق ولی ۱۶۸۰ء اور ۱۷۲۰ء کے درمیان زندہ تھا۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق ولی کی تاریخ پدائش ۱۶۸۸ء ،اور تاریخ وفات ۱۷۴۴ء بتاتے ہیں['اردو' ماہنامہ کارواں، لاہور، سالنامہ ۱۹۳۴ء] ایک اور جگہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے ولی کی تاریخ وفات ۱۷۰۷ء بتائی ہے۔ [سہ ماہی رسالہ اردو، جنوری ۱۹۳۴ء]۔ لیکن کثرت رائے ۱۷۴۲ء ہی کے حق میں ہے۔" (۱۸)

اگر چہ پروفیسر محمد بریلوی نے ولی کی تاریخ پیدائش و وفات کے لیے بہت سے حوالے دیئے ہیں لیکن حوالہ دینے کا یہ انداز اصول تحقیق کے مطابق نہیں ہے حوالہ دیتے وقت پہلے مصنف کا نام، پھر کتاب کا نام، پھر مقام اشاعت اور سال اشاعت اور آخر میں صفحہ نمبر درج کیا جاتا ہے۔ محمود بریلوی نے کہیں بھی یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ ایک پیراگراف بلکہ بعض اوقات پورا باب لکھنے کے بعد' [ ]' ڈال کر صرف کتابوں کے نام لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔ اب اگر کوئی صاحب ان حوالوں کی تصدیق کے لیے اصل ماخذ سے رجوع کرنا چاہیں تو ان کے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ پوری کتاب از اوّل تا آخر پڑھیں۔

ولی کے نام، تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے بارے میں ڈاکٹر انور سدید نے محققین کے حوالوں سے لکھا ہے کہ:

"اس کا صحیح نام ولی محمد تھا۔ لیکن بعض تذکروں نگاروں نے ولی اللہ اورمحمد ولی بھی لکھا ہے جو درست نہیں" (۱۹)

اس کے سال پیدائش کا تعین ابھی تک نہیں ہو سکا۔ (۲۰)

...... یہ جمال پسند شاعر ۱۱۱۹ھ (۲۱) (۱۷۰۷ء) میں فوت ہوا۔" (۲۲)

Scanned by CamScanner

ڈاکٹر انور سدید کے حوالے (۱، ۲ اور ۳) صفحے کے آخر میں درج ہیں، ان حوالوں کی تصدیق کے لیے اصل ماخذ تک رسائی آسان ہوگئی ہے۔ پروفیسر محمود بریلوی نے نجم الدین شاہ مبارک آبرو اکبر آبادی کی تاریخ وفات ۱۷۵۰ء (۲۳) درج کی ہے جب کہ ڈاکٹر انور سدید نے آبرو کا سن وفات ۱۷۳۳ء (۲۴) درج کیا ہے، پروفیسر محمود بریلوی نے شیخ شرف الدین مضمون اکبر آبادی کا سال وفات ۱۷۴۵ء (۲۵)، مرزا شمس الدین جانجاناں مظہر اکبر آبادی کا سن وفات ۱۷۸۰ء (۲۶) اور شاہ ظہور الدین حاتم دہلوی کا سال وفات ۱۷۹۲ء (۲۷) لکھا ہے جب کہ انور سدید نے علی الترتیب ۱۷۳۴ء (۲۸)، ۱۷۸۱ء (۲۹) اور ۱۷۸۲ء (۳۰) درج کیا ہے۔ محمود بریلوی نے چھٹے باب میں ۱۷۵۹ء سے ۱۸۰۶ء تک کی شاعری کا جائزہ پیش کیا ہے اور اس بات کو ''آگرہ سکول (مع شعرائے دکن)'' کا عنوان دیا ہے۔ اس باب میں میر تقی میر، میر محمد سجاد اکبر آبادی، شرف الدین علی پیام، میر نجم الدین علی سلام، خواجہ احسان اللہ بیان، میر محمد باقر حزیں، شیخ بقاء اللہ بقا، میر ضیاء الدین ضیا دہلوی، لالہ مکند لال فدوی لاہوری، میر عبدالحئی تاباں دہلوی، لالہ ٹیک چند بہار، حکیم ثناء اللہ فراق، حکیم ہدایت اللہ خاں ہدایت، مرزا جعفر علی حسرت، رائے آنند رام مخلص، حکیم قدرت اللہ خاں عباسی قاسم، میر قدرت اللہ قدرت، مرزا محمد رفیع سودا، خواجہ میر درد، سید محمد میر سوز، سید محمد میر اثر، شیخ محمد قیام الدین قایم، نواب انعام اللہ خاں یقین، میر غلام حسن حسن، اور حسان الہند مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامی آزاد کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی ہے ،ان شعراء کا نمونہ کلام بھی دیا ہے لیکن وہی بات کہ حوالے ڈھنگ سے نہیں دیئے۔ مثال کے طور پر میر محمد تقی میر اکبر آبادی کے حالات اور شاگردوں کا ذکر کرنے کے بعد حوالہ جات یوں دیئے ہیں:

[''مختصر تاریخ ادب اردو، از پروفیسر اعجاز الہ آبادی ۔ ماہنامہ نیساں،
... ۱۹۳۶ ... ماہنامہ 'ہمایوں'، جولائی ۱۹۳۶ء ۔ ماہنامہ 'نگار' نومبر

۱۹۲۶ء۔ ماہنامہ 'مرقع' مارچ اور جون ۱۹۲۷ء ۔ ماہنامہ 'ایوان'
دسمبر۱۹۳۴ء، اور 'مقدمات عبدالحق' جلد اوّل ،حصہ دوم ۱۹۳۱ء] (۳۱)

رسائل کے حوالے کے ساتھ مضمون نگار کا نام ،مضمون کا عنوان اور پھر صفحہ نمبر کہیں نہیں لکھا گیا، یہ رسائل کس مقام سے شائع ہوتے تھے کچھ معلوم نہیں۔ تحقیقی اعتبار سے محمود بریلوی کی ''مختصر تاریخ ادب اردو'' کی ایک خامی یہ بھی سامنے آتی ہے کہ کوئی اقتباس (حوالہ) واوین میں اور اصل عبارت سے الگ کر کے نہیں دیا گیا، یوں قاری یہ جاننے میں ناکام رہتا ہے کہ کون سے خیالات محمود بریلوی کے ہیں اور کون سے دیگر ادیبوں کے۔

پروفیسر محمود بریلوی نے ساتویں بات میں از ۱۸۰۶ء تا ۱۸۳۷ء کی شاعری کا جائزہ لیا ہے اور اس باب کو ''اردو شاعری پر دربار و سیاست کے اثرات'' کے عنوان سے موسوم کیا ہے۔

اس باب میں سب سے پہلے نواب مرزا محمد تقی خاں ہوس شستری دہلوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ پروفیسر محمود بریلوی لکھتے ہیں:

> ''ہوس مصحفی کے شاگرد تھے ۔ حیرانی ہے کہ اردو تذکرے ہوس کے بارے میں خاموش ہیں۔'' (۳۲)

پروفیسر صاحب نے ہوس کا نمونہ کلام بھی پیش کیا ہے اور انہیں نہایت شیریں کلام شاعر قرار دیا ہے لیکن ہوس کے بارے میں انہیں یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں، کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اس باب میں دیگر شعرا کے علاوہ شیخ ولی محمد نظیر اکبر آبادی، مرزا سعادت یار خاں رنگین دہلوی، میر انشاء اللہ خان انشا دہلوی ،شیخ قلندر بخش جرأت اکبر آبادی اور شیخ غلام ہمدانی مصحفی امروہوی کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے نظیر اکبر آبادی کے لیے ساتواں باب مختص کر دیا ہے ۔ جب کہ جرات، مصحفی، انشا اور رنگین کی شاعری کا ذکر چھٹے باب'' اردو ادب کا نیا مرکز..........لکھنو'' میں کیا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner

پروفیسر محمود بریلوی نظیر کی شاعری پر اظہا خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نظیر کی شاعری ان خود رو پھولوں کی طرح ہے جن کی کسی مالی نے دیکھ بھال نہ کی ہو............نظر اردوادب میں ایک منفرد و ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ یہ امر نہایت افسوس ناک ہے کہ تنگ نظری اور ادبی تعصب کے باعث ان کی تحقیر کی گئی ہے اور بعض تذکرہ نویسوں نے تو انہیں زمرۂ شعراء سے بھی باہر رکھا ہے۔ لیکن وہ اس دھرتی کے نہایت وفادار اور سچے شاعر تھے جنہیں اردو شاعری کا پہلا قومی شاعر کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔" (۳۳)

یہاں پروفیسر محمود بریلوی اگر تنگ نظری اور ادبی تعصب کی وضاحت کے لیے ان "بعض تذکرہ نویسوں" کا ذکر کر دیتے تو بہتر تھا۔

اب دیکھئے ڈاکٹر انور سدید اس سلسلے میں کیا لکھتے ہیں:

" دبستان دلی اور لکھنو کی موجودگی میں نظیر اکبر آبادی کی حیثیت ایک ایسے لالہ خود رو کی ہے جسے ان کے اپنے عہد نے شرف اعتنا نہیں بخشا۔ چنانچہ ایک طویل عرصے تک نظیر کو ایک نادر یافت جزیرے کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ شیفتہ نے انہیں شعراء میں شمار نہیں کیا۔ (۳۴)

حالی نے لکھا کہ "انھوں نے میر انیس سے بھی زیادہ الفاظ استعمال کیے ہیں مگر ان کی زبان کو اہل زبان کم جانتے ہیں۔" رام بابو سکسینہ کی رائے میں "لکھنو کا قدیم طرز تو ان کو چھو تک نہیں گیا اور متوسطین شعرائے دہلی اور نظیر کے مضامین اور انداز میں زمین و آسمان کا فرق" (۳۵)(۳۶)

Scanned by CamScanner

ڈاکٹر انور سدید نے مصطفےٰ خان شیفتہ کے ''گلشن بے خار'' کا حوالہ دے کر وضاحت کر دی کہ انہوں نے نظیر کو زمرۂ شعراء میں شمار نہیں کیا۔

محمود بریلوی نے آٹھویں باب میں ۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۸ء تک کی شاعری کا جائزہ لیا ہے اور اس باب کا عنوان ''لکھنوی اسکول'' اردو شاعری میں ابتذال دہلی اور لکھنو کی باہمی ادبی رقابت'' رکھا ہے۔

لکھنوی شاعری میں ابتذال کے اسباب پر بات کرتے ہوئے محمود بریلوی لکھتے ہیں:

''لکھنو کا یہ ادبی دور، جسے مبالغہ کرنے والوں نے ایک 'سنہرے دور' سے تعبیر کیا ہے، ذہنی، ادبی و اخلاقی حیثیت سے اتنی پستی میں گر گیا تھا کہ اس کے زوال کی مثال بین الاقوامی تاریخ میں بھی بمشکل مل سکتی ہے۔ اس بادشاہت اودھ کا ہر حکمران انسانی کردار و اخلاق کے لحاظ سے بہت پست تھا۔ چنانچہ انیسویں صدی عیسوی کے پہلے نصف حصے میں لکھنوی شاعری ناسخ و وزیر جیسے شعراء ہی پیدا کر سکتی تھی نہ کہ درد اور قائم۔ لکھنو کی اس مسموم فضا میں ہر سانس لینے والا خواہ وہ محل میں رہتا ہو یا جھونپڑے میں یکساں طور پر جنسی بدعنوانی کا شکار تھا اور اس کے حواس پر عورت سوار تھی۔ اسی لیے اس دور کا لکھنوی شاعر اپنے عہد کی نسوانیت کی پیداوار اور اپنی مذموم سوسائٹی کا نمائندہ تھا۔ ہزلیات لکھنوی اسکول کے ادبی زوال کی غالباً بدترین مثال ہیں، جو یقیناً اردو ادب کے ماتھے پر سیاہ دھبہ ہیں اور جن کے لیے خرافیات کی اصطلاح بھی کم ہے .... اس مبتذل دور شاعری میں جب کہ اردو شاعری محض تک بندی بن کے رہ گئی تھی

Scanned by CamScanner

دہلی نے غالب اور مومن کی بدولت اس کی لاج رکھ لی۔" (۳۷)

اس باب میں محمود بریلوی نے جن شعرا کا ذکر کیا ہے ان میں سید امداد امام اثر، صفیر بلگرامی، نوازش لکھنوی، مظفر علی اسیر، واجد علی شاہ اختر، میر علی اوسط رشک، محمد رضا خاں بہادر برق، خواجہ محمد وزیر وزیر، شیخ امداد علی بہار۔ مرزا مہدی حسن خاں آباد، میر دوست علی خلیل، سید محمد خاں رند، وزیر علی صبا، پنڈت دیا شنکر نسیم، شاہ نصیر الدین نصیر، محمد عیسی خاں تنہا، نوازش حسین خاں تنویر، مفتی صدر الدین خاں بہادر آزردہ، مرزا اصغر علی خان نسیم، مصطفیٰ خاں شیفتہ، میر مہدی حسن مجروح، میر حسین تسکین، میاں نظام شاہ نظام رامپوری، مہدی علی خاں ذکی مرادآبادی، میر غلام علی مشہدی عشرت بریلوی، میر مستحسن خلیق دہلوی، سید آغا حسن امانت، شیخ امام بخش ناسخ، خواجہ حیدر علی آتش، مرزا اسد اللہ خاں غالب، شیخ محمد ابراہیم ذوق، حکیم مومن خان مومن، بہادر شاہ ظفر اور میر نظام الدین ممنون سونی پتی شامل ہیں۔

ڈاکٹر انور سدید نے بھی ان میں سے اکثر شعرا کا ذکر کیا ہے۔"غالب کا عہد" نویں باب میں انہوں نے شاہ نصیر، ابراہیم ذوق، مومن، بہادر شاہ ظفر، شیفتہ، مرزا غالب، ظہیر دہلوی، ممنون ،انور، تسکین، ذکی، مجروح، رخشاں، عارف اور آزردہ کا ذکر کیا ہے۔ میر مستحسن خلیق کا ذکر چھٹے باب میں کیا گیا ہے۔ جب کہ اسی باب میں امام بخش ناسخ اور خواجہ حیدر علی آتش کا ذکر بھی ہے۔

محمود بریلوی نے اگرچہ شعراء کے حالات زندگی تفصلاً بیان کیے ہیں۔لیکن ایک بات جو ہر صفحے پر کھٹکتی ہے وہ ان کے نامکمل حوالے ہیں۔ مرزا غالب کے متعلق لکھتے ہیں:

"نواب مصطفیٰ خان شیفتہ نے اپنے" تذکرہ گلشن بیخار" میں غالب کے متعلق اس طرح لکھا ہے:

"غیرت افزائے صفاہان و شیراز، طوطی بلند پرواز چمن معانی است و بلبل نغمہ پرداز گلشن شیوا بیانی پیش بلندی خیالش اوج فلک پستی زمین

Scanned by CamScanner

است و درجنب تہہ نشینی غورش سرفرازی، قارون کرسی نشیں، شاہین فکرش جز بہ شکار عنقا نہ پرداز و الشہاب طبعش جز بہ عرصۂ فلک نہ تازد۔ غزلش چوں غزل نظیری بے نظیر و قصیدہ اش چوں قصیدہ عرفی دلپذیر۔ بالجملہ چنین نکتہ سنج نغز گفتار کمتر''

یہ حوالہ کسی طور تحقیق کے اصولوں پر پورا نہیں اترتا۔ ''تذکرہ گلشن بیخار،، کا مقام اشاعت ،سال اشاعت اور مذکورہ اقتباس کا صفحہ نمبر درج نہیں کیا گیا۔اس کے برعکس غالب کی شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر انور سدید نے جو حوالے دیئے ہیں وہ ہر لحاظ سے مکمل ہیں اور تحقیق کے اصولوں پر پورے اترتے یں۔ یہ حوالے درج ذیل ہیں:

۱۔ شیخ محمد اکرام۔''حیات غالب''۔ادارہ ثقافت اسلامیہ ،لاہور

۲۔ ڈاکٹر محمد صادق۔''اے ہسٹری آف اردو لٹریچر''آکسفورڈ یونیورسٹی، لاہور۔۱۹۸۵ء

۳۔ ڈاکٹر وحید قریشی۔''نذر غالب'' لاہور، ۱۹۷۰ء

۴۔ ڈاکٹر وزیر آغا۔''تنقیداور احتساب'' جدید ناشرین ،لاہور، ۱۹۶۴ء

۵۔ خواجہ منظور حسین۔''تحریک جدوجہاد بطور موضوع سخن''،لاہور۔ ۱۹۷۸ء

۶۔ ڈاکٹر وزیر آغا۔''دائرے اور لکیریں'' مکتبہ فکر و خیال،لاہور، ۱۹۸۶ء

ہر حوالے کے ساتھ صفحہ نمبر بھی درج ہے۔

پروفیسر محمود بریلوی نے نویں باب میں ۱۸۵۸ء سے لے کر ۱۹۱۰ء تک کی شاعری کا احاطہ کیاہے اور اس باب کا عنوان ہے۔''مرثیہ کا ارتقا'' لیکن عجیب بات ہے کہ اس باب میں جن بائیس شعرا کا ذکر کیا گیاہے انمیں سے صرف دو یعنی میر ببر علی انیس اور مرزا سلامت علی دبیر مرثیہ نگار شعراء ہیں۔

میر ببر علی انیس کے حالات زندگی اور شاعری پر اظہار خیال کرنے کے بعد جو حوالہ جات دیئے گئے یں ،وہ اسی طرح ہیں جیسے کتاب میں پہلے حوالوں کی بات ہوچکی

Scanned by CamScanner

ہے لیکن حیرت یہ ہے کہ ان حوالوں میں ایک حوالہ اردو انٹرمیڈیٹ کورس کا بھی ہے،
پروفیسر محمود بریلوی صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ تحقیق کے اصول کے مطابق نصابی کتابوں
سے حوالہ نہیں دیا جاسکتا۔

ڈاکٹر انور سدید نے میاں سکندر کولکھنو میں مرثیہ کا پہلا اہم شاعر قرار دیا ہے۔(۳۸)
اس کے بعد انہوں نے خلیق، فصیح، دلگیر اور میر ضمیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں
نے انیس اور دبیر کی مرثیہ نگاری کا ذکر ہے ۔ پروفیسر محمود بریلوی نے تیرھویں باب میں
مرثیہ (رزمیہ شاعری) کی تاریخ بیان کی ہے ۔ یہ باب اگر چہ خاصا معلوماتی ہے تاہم
حوالوں کا انداز ٹھیک نہیں۔ باب کے آخر میں حوالے دینا غلط نہیں لیکن اس کے لیے عبارت
کے اوپر ۱، ۲، ۳ وغیرہ یا ویسے ہی ۱، ۲، ۳ وغیرہ لکھنا ضروری ہے۔ جس طرح ڈاکٹر جمیل
جالبی نے ''تاریخ ادب اردو'' جلد دوم میں طریق اختیار کیا ہے۔ صفحہ ۲۳۸ پر مرثیہ کے آخر
میں محمود بریلوی کے حوالہ جات کا اندازہ ملاحظہ کیجئے:

['مقدمہ شعر و شاعری' ص ۱۹۸۔۲۱۳، ماہنامہ 'کنول' آگرہ سالنامہ
جنوری ۱۹۳۷ء ، 'نقد نظم اردو، از پروفیسر حامد حسن قادری، 'اردوئے
قدیم، از حکیم شمس اللہ قادری، 'دکن میں اردو' از نصیر الدین ہاشمی، '
سہ ماہی رسالہ 'اردو' جلد اوّل ۱۹۲۲ء مضمون از مولوی عبدالحق ، 'تذکرہ
شعرائے اردو ، میر حسن، ص ۱۲۴ ، 'اردو شہ پارے' از پروفیسر زور،
'ارو کے ابتدائی مرثیے اور ان کا ارتقا، از سید وقار عظیم ماہنامہ'
ہمایوں، لاہور، فروری۔ مارچ ۱۹۳۴ء ۔ ماہنامہ 'ہمایوں' لاہور، جولائی
۱۹۳۶ء۔ ماہنامہ 'ندیم' بھوپال، جولائی ۱۹۲۷ء ، 'لکھنوی اسکول کی
شاعری، از ناظر کاکوروی، شعر الہند، جلد دوم ، باب اوّل و دوم،
'تذکرہ قدرت اللہ شوق'۔ ۳۵۳ ۶۸ ، ص ۱۱۰ ۲۳ ...

Scanned by CamScanner

دریائے لطافت، ص ۳۲۔ 'تذکرہ گلشن ہند' ص ۳۷]

محمود بریلوی نے دسویں باب میں جدید اردو شاعری کا جائزہ لیا ہے۔اس باب میں مولانا حالی، مولانا آزاد، علامہ شبلی نعمانی، چکبست لکھنوی، اکبرالہ آبادی، اسمعیل میرٹھی، محسن کاکوروی، اور سلیم پانی پتی کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے" اردو کا ایک نیا مرکز،لاہور" کے تحت حالی اور آزاد کے علاوہ پیارے لال آشوب ،مرزا ارشد گورگانی، میر ناظم حسین ناظم، سیف الحق ادیب، راج نرائن ارمان، مرزا اشرف بیگ، شاہ دین ہمایوں،احمد حسین خان، مولوی خلیل الرحمان، مولانا فیض الحسن، سہارنپوری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولوی محرم علی چشتی، اکبر شاہ نجیب آبادی، مولوی احمد دین، منشی سراج الدین، لالہ سری رام، شیونرائن شمیم، مفتی غلام سرور لاہوری، برج موہن دتاریہ کیفی، نور احمد چشتی، سید محمد لطیف، غلام دستگیر نامی، لالہ کنہیالعل، مولوی ممتاز علی اور علامہ عبداللہ یوسف علی کا ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر انور سدید نے اکبر آلہ آبادی کا ذکر طنز و مزاح کے ذیلی عنوان کے تحت کیا ہے۔محمد اسمعیل میرٹھی کا ذکر جدید نظم اور برج نرائن چکبست کا ذکر اردو نظم کے تحت کیا گیا ہے۔

گیارھویں باب میں محمود بریلوی نے ترقی پسند شاعری، حقیقت نگاری پر روشنی ڈالی ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر محمد اقبال، احسن دانش کاندھلوی، ریاض خیرآبادی، مضطر خیر آبادی، دل شاہجہاں پوری، عزیز لکھنوی، ذاکر حسین ثاقب اکبر آبادی، جلیل مانک پوری، دل شاہجہان پوری، عزیز لکھنوی، ذاکر حسین ثاقب اکبر آبادی، جلیل مانک پوری، یگانہ لکھنوی چنگیزی، شبیر حسن خاں جوش ملیح آبادی، حسرت موہانی، اصغر گونڈوی، فانی بدایونی، جگر مراد آبادی، سیماب اکبر آبادی، حفیظ جالندھری، فراق گورکھپوری، جان نثار اختر، آرزو لکھنوی، عبدالباری آسی الدنی، اثر لکھنوی ،بیخود دہلی، اختر حیدر آبادی، اختر شیرانی، آنند نرائن،ملا، مرزا رسوا لکھنوی، میرغلام بھیک نیرنگ اور بیدم شاہ وارثی کا ذکر

Scanned by CamScanner

کیا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے اقبال کے فن اور تصورات کا ذکر گیارہویں باب میں ''اقبال کا عہد'' کے عنوان سے کیا ہے۔ ''عہد اقبال میں اردو غزل'' اس ذیلی عنوان کے تحت شاد عظیم آبادی، عزیز لکھنوی، صفی لکھنوی، ثاقب لکھنوی، نوبت رائے نظر، ریاض خیر آبادی، جلیل مانکپوری، اصغر گونڈوی، فانی، بے خود دہلوی، آرزو لکھنوی، اثر لکھنوی، حسرت موہانی، جگر مراد آبادی، یگانہ، سیماب، سائل دہلوی، وحشت لکھنوی، جوش ملیانی، محمد علی جوہر اور فراق گورکھپوری کا ذکر کیا گیا ہے۔ غلام بھیک نیرنگ کا ذکر 'اردو نظم' کے ذیلی عنوان کے تحت کیا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید نے جوش، اختر شیرانی، حفیظ جالندھری اور احسان دانش کا ذکر بارھویں باب میں رومانی شعرا کے ذیلی عنوان کے تحت کیا ہے۔ محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ علامہ اقبال سیالکوٹ میں ۱۸۷۲ء (۱۲۸۹ ہجری) میں پیدا ہوئے تھے۔ (۳۹)

چونکہ اقبال کی پیدائش کے سلسلے میں محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ محمود بریلوی مختلف محققین کی تحقیقی کاوشوں کا ذکر کرتے۔

محمود بریلوی نے اقبال کے حالات زندگی تفصیلاً پیش کیے ہیں اور ان کے تصورات پر مختصر روشنی ڈالی ہے۔ جب کہ ڈاکٹر انور سدید نے اقبال کے تصورات کے ساتھ ساتھ ان کے فن پر بھی گفتگو کی ہے۔

احسان دانش کے بارے میں محمود بریلوی لکھتے ہیں:

> ''احسان دانش فطرت نگار بھی تھے، حقیقت نگار بھی اور انقلابی بھی.......... سجے سجائے کمروں میں آرام دہ کرسیوں پر بیٹھ کر محنت کش طبقے کی رہ نمائی کا دعویٰ کرنا اور بات ہے اور احسان دانش کی طرح خود مزدوروں میں شامل ہو کر حقیقت نگاری بالکل دوسری چیز ہے۔'' (۴۰)

Scanned by CamScanner

ڈاکٹر انور سدید بھی ان کی فطرت نگاری اور رومانی شاعری کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"سولن کی شام"، "بیتے ہوئے دن"، "صبح بنارس" اور "شام اودھ ایسی نظموں میں وہ ایک فطرت نگار اور رومانی شاعر کی حیثیت میں سامنے آئے۔ "بیگانہ انجام" "جشن بے چارگی" ایسی نظموں میں درون دل سے ابھرنے والی گہری کشمکش موجود ہے، احسان نے زندگی کا تماشہ بھی کیا اور تماشہ بھی بنے۔ چنانچہ ان کے لہجے میں فریاد زیادہ ہے اور اس کے زیر سطح معاشرے کے اخلاقی زوال پر عدم اطمینانی موجود ہے۔"(۴۱)

ریاض خیر آبادی کے بارے میں پروفیسر محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ:

"مولوی عبدالسلام ندوی نے نہایت ہٹ دھرمی و بے انصافی سے اپنے تذکرہ شعر الہند میں اس حقیقت سے انکار کیا ہے کہ ریاض نہ صرف ایک عظیم شاعر تھے بلکہ وہ ایک بڑے نثر نگار بھی تھے، جس کی شاید ان کی تصانیف 'ریاض الاخبار'، 'گلکدۂ ریاض'، 'صلح کل'، 'رفتہ' اور 'عطر فتنہ' وغیرہ ہیں۔(۴۲)

ڈاکٹر انور سدید نے "ریاض الاخبار"، "گل کدہ"، "فتنہ" اور "عطر فتنہ" کو ریاض کی زیر صدارت شائع ہونے والے رسالے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"انہوں نے ادبی اظہار کے لیے "ریاض الاخبار" اور "گل کدہ" جاری کئے، گورکھ پور سے "فتنہ" اور "عطرِ فتنہ" بھی انہیں کی ادارت میں شائع ہوتے تھے۔"(۴۳)

محمود بریلوی نے "ریاض الاخبار"، "گل کدہ ریاض"، "صلح کل"، "فتنہ" اور "عطر فتنہ" کو ریاض خیر آبادی کی تصانیف قرار دیا ہے۔ جب کہ انور سدید نے ان میں سے "ریاض

Scanned by CamScanner

الاخبار"، "فتنہ" اور "عطر فتنہ" کو ان کی ادارت میں شائع ہونے والے رسائل لکھا ہے۔

پروفیسر محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ " وہ (ریاض خیر آبادی) اردو شاعری کے مسلمہ شاعر خمریات تھے، لیکن انہوں نے خود کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔" (۴۴)

لیکن محمود بریلوی نے جو نمونہ کلام دیا ہے ان میں خمریات کا کوئی ذکر موجود نہیں:

شوخی سے ہر شگوفے کے ٹکڑے اڑا دیئے
جس غنچہ پر نگاہ پڑی، دل بنا دیا!

ہم بند کیے آنکھ تصور میں پڑے ہوں
ایسے میں کوئی چھم سے جو آ جائے تو کیا ہو؟

اس طرح کہ گھنگھرو کوئی چھاگل کا نہ بولے
جب چھم سے چلیں، گود میں چپکے سے اٹھا لے

عالم ہُو میں کچھ آواز سی آجاتی ہے
چپکے چپکے کوئی کہتا ہے فسانہ دل کا

ریاض خیر آبادی کی شاعری کے متعلق ڈاکٹر انور سدید کا نقطہ نظر اور نمونہ کلام ملاحظہ کیجئے:

"ریاض نے شراب کو ہاتھ لگائے بغیر سرور پیدا اور اس رنگ شعر کے وہ خود ہی موجد اور خود ہی خاتم نظر آتے ہیں۔ شراب ان کی شاعری میں ایک بامعنی استعارہ ہے جو روپ بدل بدل کر جلوہ گر ہوتا ہے۔" (۴۵)

چھلکائیں لاؤ، بھر کے گلابی شراب کی
تصویر کھینچیں آج تمہارے شباب کی

یہ اپنی وضع اور یہ دشنام مے فروش
سن کر جو پی گئے، یہ مزا مفلسی کا تھا

Scanned by CamScanner

مجھ کو تھا انتظار کہ ابر آئے تو پیوں
ساقی اگر یہ سچ ہے کہ بادل اٹھا تو لا

جلیل مانک پوری کے تعارف کے بعد محمود بریلوی نے ان کا نمونہ کلام دیا ہے جس میں درج ذیل شعر بھی ہے:

جاتے ہو، خدا حافظ، ہاں اتنی گزارش ہے
جب یاد ہم آجائیں، ملنے کی دعا کرنا(۴۵)

یہی شعر ڈاکٹر انور سدید نے درج کیا ہے لیکن مصرع ثانی میں اختلاف کے ساتھ:

جاتے ہو خدا حافظ ! ہاں اتنی گزارش ہے
جب یاد کبھی آئیں، ملنے کی دعا کرنا(۴۶)

ڈاکٹر انور سدید نے جوش کا پورا نام شبیر حسین خان جوش ملیح آبادی اور تاریخ وفات ۱۹۸۱ء (۴۷) درج کی ہے۔ جب کہ محمود بریلوی نے ان کا نام شبیر حسن خاں جوش ملیح آبادی اور تاریخ وفات دوشنبہ ۲۲ فروری ۱۹۸۱ء لکھی ہے۔ جگر کے نام اور تاریخ وفات کے سلسلے میں بھی محمود بریلوی اور انور سدید کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔

انور سدید نے ان کا نام سکندر علی جگر مراد آبادی اور تاریخ وفات ۱۹۶۰ء(۴۸) لکھی ہے جب کہ محمود بریلوی نے علی سکندر جگر مراد آبادی اور تاریخ وفات ۱۹۵۲ء (۴۹) لکھی ہے۔

''ترقی پسند اردو شاعری'' کے تحت محمود بریلوی ترقی پسندوں کی عریانی و فحاشی پر ان الفاظ میں برسے ہیں:

''ترقی پسندی، خواہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں، ادب یا آرٹ میں، دین سے انحراف اور روایات سے بغاوت کا دوسرا نام ہے، جسے

Scanned by CamScanner

زیادہ شائستہ الفاظ میں 'حقیقت نگاری' بھی کہا گیا ہے۔ ہمارے ترقی پسند' عموماً سوشلسٹ اور کیمونسٹ ہیں، جن کا یہ مشرب ایک فیشن سا بن گیا ہے۔ ترقی پسندی میں عریانی وفحاشی کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، جن کا کھلا ثبوت جوش ملیح آبادی کا کلام اور ان کی 'یادوں کی بارات' نیز منٹو کے افسانے اور رشید جہاں اور احمد علی کے شعلے اور انگارے ہیں۔" (۵۰)

پروفیسر محمود بریلوی نے جن ترقی پسندوں کا ذکر کیا ہے ان میں مجنوں گورکھ پوری، فیض احمد فیض، ن ۔م ۔راشد، مجاز، مخدوم محی الدین اور جذبی شامل ہیں۔ پروفیسر محمود بریلوی نے فیض کا ذکر چند سطور میں کیا ہے جب کہ انور سدید نے تفصیلاً اظہار خیال کیا ہے ۔محمود بریلوی نے ن۔م۔راشد کا مختصر ذکر کیا ہے۔ جب کہ انور سدید نے "حلقہ ارباب ذوق" کے عنوان کے تحت ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے شعری رویے اور رجحانات بیان کیے ہیں۔

محمود بریلوی نے مجاز، مخدوم محی الدین اور جذبی کا ذکر مختصر جب کہ انور سدید نے قدرے تفصیل سے کیا ہے۔

"ترقی پسند شعرا" کے عنوان کے تحت ڈاکٹر انور سدید نے فیض، علی سردار جعفری، مخدوم محی الدین، ساحر لدھیانوی، مجاز، جاں نثار اختر، احمد ندیم قاسمی ،ظہیر کاشمیری، کیفی اعظمی، منیب الرحمٰن، شور علیگ ،سلام مچھلی شہری، اختر الایمان، جذبی، صفدر میر، فارغ بخاری، ادا جعفری اور کچھ دیگر شعرا کا ذکر کیا ہے۔ "ترقی پسند اردو شاعری" اس عنوان کے تحت محمود بریلوی نے صرف ایک کتاب "ترقی پسند ادب" از عزیز احمد کا حوالہ دیا ہے،ڈاکٹر انور سدید نے "ترقی پسند شعرا" کے عنوان کے تحت درج ذیل حوالہ جات دیئے ہیں، یہ حوالہ جات ان کے تحقیقی شعور کا ثبوت ہیں:

۱۔ پروفیسر احمد علی۔ "تخلیقی مصنف اور ترقی پسند مصنفین"۔ سیپ کراچی شمارہ ۴

Scanned by CamScanner

۲۔ سید احتشام حسین۔ تنقید اور عمل تنقید

۳۔ سجاد ظہیر۔ روشنائی

۴۔ ڈاکٹر سید عبداللہ۔ اردو ادب

۵۔ ڈاکٹر انور سدید۔ اردو ادب کی تحریکیں

۶۔ خلیل الرحمٰن اعظمی۔ نئی نظم کا سفر۔ رسالہ کتاب نما، دہلی۔ دسمبر ۱۹۷۲ء

۷۔ باکٹر وزیر آغا۔ دائرے اور لکیریں

۸۔ ملک حسن اختر۔ ''تاریخ ادب اردو''

۹۔ حسن رضوی سے انٹرویو۔ ''جنگ'' لاہور۔ ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء

۱۰۔ صدیق کلیم۔ '' تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند'' جلد پنجم۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

۱۱۔ وزیر آغا۔ '' اردو شاعری کا مزاج''

محمود بریلوی نے بائیسویں باب میں ''اردو کے ان پڑھ شعراء'' تیئسویں باب میں شاعرات اور چوبیسویں باب میں '' کلام الملوک'' کے عنوانات سے مختلف رسائل سے حاصل کی گئی معلومات لکھ دی ہیں لیکن حوالوں کا انداز ٹھیک نہیں۔

پچیسویں باب میں ''اردو شاعری کے مراکز............مرتبان سخن'' کے عنوان سے سولہ مراکز کا ذکر کیا گیا ہے۔ چھبیسویں باب میں '' اردو کے ہندو شعرا'' کے عنوان سے ہندو شعرا اور ان کی شاعری کا تعارف کرایا گیا ہے۔

ستائیسویں باب کا عنوان ہے ''اردو کے یوروپی شعرا''، ڈاکٹر انور سدید نے آٹھویں باب میں ذیلی عنوان ''اردو زبان و ادب میں مستشرقین کی دلچسپی'' کے تحت مختلف یورپی شعراء کا ذکر کیا ہے۔

محمود بریلوی نے جارج برنس شور (G.B. Shore) کے بارے میں لکھا ہے:

Scanned by CamScanner

"...اشعار کے دو دیوان طبع ہو گئے تھے مگر وہ نایاب ہیں۔ وہ ممتاز المطابع، میرٹھ میں ۱۸۷۸ء میں طبع ہوئے تھے۔" (۵۱)

ڈاکٹر انور سدید نے ان کے پانچ دیوانوں (۵۲) کا ذکر کیا ہے۔

جوہنس (Johans) کے نمونہ کلام کے طور پر محمود بریلوی نے یہ شعر دیا ہے:

دیکھنا توڑ کے وحشت میں نکل جاؤں گا
مجھ کو پہناتے ہو زنجیر پہ زنجیر عبث

ڈاکٹر انور سدید نے بھی ان کا یہی شعر دیا ہے۔

اکسیٹن دوسلویرا (A.D.Silvera) مفتوں کا یہ شعر محمود بریلوی نے لکھا ہے:

نکالوں کس طرح پہلو سے ٹکڑا اس کے پیکاں کا
کہ مدت میں گزر دل میں ہوا ہے آج مہماں کا

ڈاکٹر انور سدید نے یہ شعر یوں لکھا ہے:

لگا لوں کس طرح پہلو سے ٹکڑا اس کے پیکاں کا
کہ مدت سے گزر دل میں ہوا ہے آج مہماں کا

پروفیسر محمود بریلوی نے اس باب میں ڈاکٹر انور سدید کی نسبت زیادہ معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اس باب کے آخر میں گیارہ تذکروں کے علاوہ رسائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں یورپی شعرائے اردو کے متعلق مواد مہیا کیا گیا ہے:

پروفیسر محمود بریلوی کے انتیسویں باب کا عنوان ہے "اردو زبان و ادب کی ترقی میں مسلمان صوفیائے کرام و مبلغین کا حصہ"۔ انور سدید کے دوسرے باب کا عنوان" اردو زبان وادب کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیا اور بھگتوں کا حصہ۔"

پروفیسر محمود بریلوی نے اس باب کا آغاز اس جملے سے کیا ہے:

"ملک محمد جائسی کی "اخروطی" کے مطابق حضرت خواجہ معین الدین

چشتی اجمیریؒ ہندی زبان میں اظہار خیال پر قادر تھے۔''(۵۲)

یہی بات ڈاکٹر انور سدید نے یوں بیان کی ہے:

''مولوی عبدالحق نے ان (خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ) کی ہندی دانی کے ثبوت میں فاضل شارح اکھروتی (تصنیف ملک محمد جائسی) کا مندرجہ ذیل قول نقل کیا ہے۔

''گمان نہ کند کہ ہیچ اولیاء اللہ بہ زبان ہندی تکلم نہ کردہ، زیرا کہ اوّل از جمیع اولیا اللہ قطب الاقطاب خواجہ بزرگ معین الحق والملتہ والدین قدس اللہ سرہ بدیں زباں سخن فرمودہ......''(۵۳)

پروفیسر محمود بریلوی اور ڈاکٹر انور سدید نے ایک ہی بات بیان کی ہے لیکن تحقیقی اعتبار سے انور سدید کی بات وزن رکھتی ہے۔

محمود بریلوی نے امیر خسرو کی تاریخ وفات ۱۳۲۶ء، شیخ شرف الدین یحیٰ منیری کا سن وفات ۱۳۸۰ء، حضرت گیسو دراز بندہ نواز کا سن وفات ۱۴۴۲ء اور قطب عالم کا سن وفات ۱۴۴۶ء لکھا ہے جب کہ ڈاکٹر انور سدید نے ان بزرگوں کی وفات کے سال بالترتیب ۱۳۲۴ء، ۱۳۷۰ء، ۱۴۴۲ء اور ۱۴۵۳ء لکھے ہیں۔

محمود بریلوی نے حضرت گیسو دراز کی ''معراج العاشقین'' کا اسلوب بیان واضح کرنے کے لیے لکھا ہے:

'' ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے حضرتؒ کے اردو رسالہ ''معراج العاشقین''(۱۵۰۰ء) کو شائع کر دیا ہے جس کا اسلوب بیان حسب ذیل ہے:

''اے عزیز! اللہ بندہ پانا، یہاں پہچان کو جنم نہین تو شرع جاتا ہے۔ اوّل اپنی پہچانت بعد از خدا کی پہچانت کرنا۔''(۵۴)

Scanned by CamScanner

ڈاکٹر انور سدید نے یہی اقتباس درج کیا ہے لیکن چند الفاظ کا فرق ہے۔

"اے عزیز! اللہ بندہ بنا۔ یہاں پچھان کو جانا۔ نین تو شرع جاتا ہے۔
اوّل اپنی پچھانت بعد از خدا کی پچھانت کرنا۔"

ڈاکٹر انور سدید نے اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی میں صوفیا کے کردار پر مفصل بحث کی ہے:

پروفیسر محمود بریلوی نے اکتیسویں باب کا عنوان" اردو تراجم و مترجمین" رکھا ہے۔انہوں نے اردو میں تراجم کا ذکر تین ادوار کے تحت کیا ہے:

۱۔ اوّل اوّل اردو تراجم کمتر عربی مگر زیادہ تر فارسی زبان سے کیے گئے اور ان کتابوں سے کیے گئے جو یا تو مذہب وتصوف سے متعلق تھیں، یا قصہ کہانیوں سے۔

۲۔ اردو تراجم کا دوسرا دور اس وقت سے شروع ہوا جب کہ ملک میں ایسے ادارے قائم ہوئے جیسے کہ فورٹ ولیم کالج ،کلکتہ، سرکاری بک ڈپو، لاہور، دہلی سوسائٹی اور دہلی کالج، اورسائنٹفک سوسائٹی، علی گڑھ

۳۔ اردو تراجم کے تیسرے دور کا تعلق عہد جدید سے ہے جب کہ برصغیر میں انجمن ترقی اردو، دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد ،مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، دارالمصنفین ،اعظم گڑھ، ندوۃ لکھنو، ہندوستانی اکیڈمی ،الہ آباد اور اردو اکاڈمی جامعہ ملیہ،دہلی وغیرہ کا قیام ہوا۔

پروفیسر محمود بریلوی نے مرزا علی لطف، میر حیدر بخش حیدری، میرامن دہلوی، میر بہادر علی حسینی، میر شیر علی افسوس، مولوی حفیظ الدین احمد دہلوی، نہال چند لاہوری، مرزا کاظم علی جوان، مظہر علی ولا، مولوی اکرام علی اور مولوی امانت اللہ کے اردو تراجم کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے آٹھویں باب میں فورٹ ولیم کالج کے مذکورہ مصنفین کا ذکر کیا ہے۔انہوں نے ان مصنفین کے اسلوب پر روشنی ڈالی ہے اور ان تراجم سے اردو ادب پر جو اثرات مرتب ہوئے ان کا جائزہ لیا ہے۔ پروفیسر محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ میر بہادر

Scanned by CamScanner

علی حسینی نے قرآن حکیم کا اردو ترجمہ کیا۔(۵۵) لیکن ڈاکٹر انور سدید کے مطابق وہ ترجمۂ قرآن کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔

مظہر علی ولا کے ذکر میں ان کے ایک اہم ترجمے" بیتال پچیسی" کا ذکر انور سدید نے کیا ہے۔ جب کہ محمود بریلوی اس اہم کتاب کا ذکر کرنا بھول گئے ہیں۔ میر امن کے بارے میں محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ "بعض مورخین نے میر امن کو اردو نثر کا میر تقی میر کہا ہے۔"(۵۶)

اگر پروفیسر محمود بریلوی" بعض مورخین" کا ذکر کر دیتے تو بہتر تھا۔ بہر حال اس باب میں فارسی، عربی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے اردو میں ترجمہ ہونے والی کتابوں کے بارے میں اہم معلومات دی گئی ہیں۔ محمود بریلوی نے بتیسویں باب کا عنوان" اردو نثر کا ابتدائی ادب" رکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ "لکھنو اردو داستان گویان کا مرکز تھا۔"(۵۷)

انہوں نے لکھنو کے معروف داستان گویوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں مرزا طور، میر فدا علی، نواب ہادی علی خاں نیشاپوری، امیر خان، مولوی احمد حسن، منشی محمد حسین جاہ، منشی احمد حسین قمر لکھنوی، مرزا رجب علی بیگ سرور، منشی اسمٰعیل منیر، حکیم سید اصغر علی، شیخ تصدق حسین شامل ہیں۔ محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ" مرزا طور نے سب سے پہلے اس فن میں شہرت پائی۔ موجودہ صدی کے آخری عظیم اردو داستان گو لکھنو کے مرزا تلن تھے۔"(۵۸)

محمود بریلوی نے "قصہ امیر حمزہ"(خلیل علی خاں اشک)،" قصہ چہار درویش" (میر امن) اور سید حیدر بخش حیدری کے قصہ مہر و ماہ اور "طوطا کہانی" پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علاوہ حیدری کی "آرائش محفل"، "ہفت پیکر"، "تاریخ نادری"، "گل مغفرت"، " گلزار دانش"، "گلدستہ حیدری" اور "گلشن ہند" کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخر میں انشاء اللہ خان انشا دہلوی کی "دریائے لطافت" کی دل کھول کر تعریف کی گئی ہے۔ جو ایک مسلمان

Scanned by CamScanner

ماہر لسانیات کی لکھی ہوئی پہلی اردو گرامر ہے۔ڈاکٹر انور سدید نے چھٹے باب میں ''لکھنو کی داستان نگاری'' کے ذیلی عنوان کے تحت اس دور کی چند معروف داستانوں کے نام گنوانے کے بعد رجب علی بیگ سرور اور فقیر محمد گویا کی داستانوں کا ذکر کیا ہے۔ میر امن اور دیگر داستان نگاروں کا ذکر فورٹ ولیم کالج کے مصنفین کی ذیل میں آٹھویں باب میں کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید نے انشا کی داستان نگاری پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ''لکھنو کی داستان نگاری میں انشاء اللہ خان انشا کا کارنامہ اجتہادی نوعیت کا ہے۔ انہوں نے'' رانی کیتکی اور کنور اودے بھان'' کی کہانی لکھی اور اس میں یہ التزام رکھا کہ اس میں فارسی اور عربی کے الفاظ شامل نہ ہونے پائیں۔''(۵۹)

ڈاکٹر انور سدید نے انشا کی ''سلک گوہر'' کے بارے میں اسلم پرویز کے حوالے سے لکھا ہے:

> ''داستان میں انشاء کی فنی اپج کا ایک اور زاویہ ''سلک گوہر'' ہے جس میں بے نقط الفاظ کے استعمال سے پوری کہانی بیان کی گئی ہے۔''(۶۰)

چوتھیویں باب میں محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ ''اردو میں علامہ نذیر احمد نے ناول نویسی کا آغاز کیا تھا، جب کہ مختصر افسانہ نگاری علامہ راشد الخیری نے شروع کی تھی۔''(۶۱)

ڈاکٹر انور سدید کے نزدیک بھی ''اردو ناول کے ابتدائی نمونے نذیر احمد دہلوی نے پیش کیے۔''(۶۲) لیکن انہوں نے مختلف حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ سجاد حیدر یلدرم اردو کے پہلے افسانہ نگار ہیں۔

ڈاکٹر انور سدید نے مانک ٹالہ کے حوالے سے لکھا ہے:

> ''اپنی آپ بیتی میں پریم چند نے '' دنیا کا سب سے انمول رتن'' کو، جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا اپنا پہلا افسانہ شمار کیا ہے۔''(۶۳)

Scanned by CamScanner

آگے چل کر ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

''لیکن انہوں نے رسالہ 'زمانہ' کا ماہ اشاعت نہیں دیا۔ ڈاکٹر قمر رئیس، ڈاکٹر گوئنکا اور مانک ٹالہ کی تحقیق کے مطابق پریم چند کی دستیاب تخلیقات میں پہلی مطبوعہ کہانی ''روٹھی رانی'' ہے جو اپریل، مئی اور اگست ۱۹۰۷ء کے ''زمانہ'' میں شائع ہوئی۔ پریم چند نے ''سوز وطن'' کی اشاعت کا سال بھی ۱۹۰۹ء بتایا ہے حالاں کہ یہ کتاب جون ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی۔'' (۶۴)

ظاہر ہے کہ پریم چند نے دستاویزات دیکھے بغیر اپنی یادداشت پر انحصار کیا ہوگا اور یہ کہنا درست ہے کہ پریم چند کی پہلی کہانی ''دنیا کا سب سے انمول رتن'' نہیں بلکہ ''روٹھی رانی'' ہے۔'' (۶۵)

اب ہم خیالستان کے افسانوں کی طرف آتے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید نے لکھا ہے کہ پطرس بخاری نے داخلی شہادتوں کی بنا پر ظاہر کیا ہے کہ

''یہ تراجم دراصل تقریباً طبع زاد تخلیقات ہیں اور جیسا سمجھا جاتا ہے ان سے کہیں زیادہ اور جنل واقع ہوئے ہیں۔'' (۶۶)

ڈاکٹر معین الرحمٰن نے بھی اس رائے کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''یلدرم نے خلاقانہ ذہن سے کام لے کر ان افسانوں کو معلوم و مانوس اشخاص و معاشرت اور منظر و پیش منظر کے ایسے رنگ و آہنگ میں پیش کیا ہے کہ ان ترجموں پر (اگر یہ واقعی ترجمے ہیں) آزاد ترجموں سے بڑھ کر کہیں طبع زاد ہونے کا گمان ہوتا ہے۔'' (۶۷)

ڈاکٹر انور سدید نے مزید لکھا ہے کہ:

''تصرف و ترجمہ پر مبنی افسانوں سے اگر قطع نظر بھی کر لیا جائے تو

Scanned by CamScanner

اس حقیقت کا اظہار خود یلدرم نے کیا ہے کہ ''ازدواج محبت''، ''غربت و وطن''، ''حضرت دل کی سوانح عمری'' اور'' چڑیا چڑیا کی کہانی'' میرے ''ناکارہ ''تخیل کا نتیجہ ہیں۔(۶۸) اور ان کی اشاعت کی ترتیب زمانی حسب ذیل ہے۔

۱۔	ازدواج محبت	تاریخ اشاعت دستیاب نہیں
۲۔	غربت و وطن	اردوئے معلیٰ۔اکتوبر۱۹۰۶ء
۳۔	حضرت دل کی سوانح عمری	مخزن، فروری ۱۹۰۷ء
۴۔	چڑیا چڑے کی کہانی	مخزن۔اپریل ۱۹۰۷ء
۵۔	حکایۂ لیلیٰ مجنوں	مخزن، اکتوبر۱۹۰۷ء

''چنانچہ ''غربت و وطن'' پریم چند کے افسانے''روٹھی رانی'' سے پہلے کاافسانہ ثابت ہوجاتا ہے اور یلدرم اردو کے پہلے افسانہ نگار قرار پاتے ہیں۔''(۶۹)

ڈاکٹر انور سدید نے مزید لکھاہے کہ ڈاکٹرمعین الرحمٰن نے یلدرم کے ایک قدیم افسانے ''نشہ کی ترنگ'' کی نشاندہی بھی کی ہے جواردوئے معلیٰ میں اکتوبر ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا۔ انہوں نے اس افسانے کے مندرجہ ذیل فنی محاسن بھی شمار کیے ہیں۔

''یہ تاثر کی وحدت ،کردار کے ذہنی و نفسیاتی مطالعے، کش مکش، ابتدا،عروج اور انجام کے واضح تصور یا بالفاظ دیگر اپنی افسانویت کے اعتبار سے بڑا بھرپور اور موثر ہے۔''(۷۰)

چنانچہ انہوں نے فیصلہ دیا کہ:

''اب تک کے مطالعے کے مطابق اسے اردو کا اولین افسانہ کہاجاسکتا ہے۔''(۷۱)

چونکہ خارجی طور پر ''نشہ کی ترنگ'' کے طبع زاد ہونے کی مستند شہادت دستیاب نہیں۔ اس

لیے ہماری نظر ''غربت و وطن'' پر ہی پڑتی ہے جسے خود یلدرم نے طبع زاد قرار دیا ہے اور یہ افسانہ چونکہ پریم چند کے پہلے افسانے سے قریباً ایک سال پہلے چھپ چکا تھا اس لیے اسے اردو کا پہلا طبع زاد افسانہ اور یلدرم کو پہلا افسانہ نگار تسلیم کرنا مناسب ہے۔'' (۷۲)

پروفیسر محمود بریلوی یہ تو لکھتے ہیں کہ مختصر افسانہ نگاری راشدالخیری نے شروع کی تھی لیکن وہ اس بیان کی تصدیق کے لیے کوئی حوالہ نہیں دیتے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر انور سدید، یلدرم کو پہلا افسانہ نگار تسلیم کرتے ہیں تو ٹھوس شواہد اور حوالوں سے اپنے دعویٰ کو ثابت بھی کرتے ہیں۔ پروفیسر محمود بریلوی اور ڈاکٹر انور سدید کے درمیان پایا جانے والا یہی فرق ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' از ڈاکٹر انور سدید کو تحقیقی اعتبار سے مستند بناتا ہے۔

چونتیسویں باب میں محمود بریلوی نے ''اردو کے مشہور اہل قلم'' کے سلسلے میں نہال چند لاہوری، میر امن، رجب علی بیگ سرور، مرزا غالب، علامہ شرر لکھنوی، حکیم محمد علی خاں لکھنوی، مولوی عزیز مرزا، پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی، سرسید احمد خاں، مولوی محمد حسین آزاد دہلوی، پروفیسر ذکاء اللہ دہلوی، ڈاکٹر نذیر احمد دہلوی، مولوی چراغ علی، سید علی بلگرامی، مرزا محمد ہادی رسوا، مولوی اکبر شاہ خاں نجیب آبادی، سید نصیر حسین خیال عظیم آبادی، میر ناصر علی دہلوی، سید سجاد حیدر یلدرم، علامہ راشد الخیری، سید سلطان حیدر جوش، منشی پریم چند، حسن نظامی، مرزا فرحت اللہ بیگ، غلام عباس، سید وقار عظیم اور پروفیسر احمد علی کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے بھی مذکورہ مشہور اہل قلم میں سے اکثر و بیشتر کا ذکر کیا ہے لیکن محمود بریلوی کی طرح ایک ہی باب میں نہیں۔ آئیے یہ دیکھیں کہ ڈاکٹر انور سدید نے کس اہل قلم کا ذکر کس عنوان کے تحت کیا ہے۔

سرسید احمد خاں، ذکاء اللہ اور چراغ علی کا ذکر'' سرسید احمد خان کا عہد'' کے تحت راشدالخیری، عبدالحلیم شرر اور مرزا رسوا کا ذکر'' فروغ نثر کے چند زاویے'' کے تحت، آزاد اور

Scanned by CamScanner

ناصر علی کا ذکر" انشائی ادب" کے تحت، نہال چند لاہوری اور میر امن کا ذکر" فورٹ ولیم کالج" کے تحت، رتن ناتھ سرشاد کا ذکر" طنز و مزاح" کے تحت، رجب علی بیگ سرور کا ذکر" لکھنوی داستان نگاری" کے تحت سید علی بلگرامی اور عزیز مرزا کا ذکر" عہد سرسید کے دیگر نثر نگار" کے تحت، اکبر شاہ نجیب آبادی کا ذکر" اردو کا ایک نیا مرکز، لاہور کے تحت، سلطان حیدر جوش کا ذکر" مختصر افسانہ" کے تحت، وقار عظیم کا ذکر" تنقید کے تین زاویے" کے ذیلی عنوان "رومانی تنقید" کے تحت، احمد علی کا ذکر" ترقی پسند تنقید" کے تحت اور غلام عباس کا ذکر" افسانے کا جہان دیگر" کے تحت کیا گیا ہے۔ مذکورہ اہل قلم کو ان کی تحریروں کے اعتبار سے مختلف عنوانات کے تحت زیر بحث لانے سے بھی ڈاکٹر انور سدید کی" اردو ادب کی مختصر تاریخ" کو محمود بریلوی کی "مختصر تاریخ ادب اردو" پر برتری حاصل ہو جاتی ہے۔

محمود بریلوی نے پینتیسویں باب میں" اردو ڈرامہ، اسٹیج، فلمیں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن' کے عنوان سے اردو ڈرامے کی تاریخ پر روشنی ڈالنے کے بعد دس ڈراموں اور ان کے لکھنے والوں کے نام دیئے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ان معروف ترین ڈراموں کا ذکر کیا ہے جو اسٹیج ہوئے ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر پیش کیے جانے والے ڈراموں کے بارے میں محمود بریلوی نے لکھا ہے کہ:

> " شروع ہی سے ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن پر ترقی پسندوں کا تسلط رہا جو آرٹ کے نام سے ہر خلاف اسلام تحریک کو فروغ دیتے رہے ہیں، مثلاً ٹیلی ویژن پر "منٹو راما" کے پروگرام کی اشاعت وغیرہ۔ معین الدین کے چند قابل تعریف ڈرامے ریڈیو سے نشر ہوئے اور ٹیلی ویژن پر دکھائے گئے ،مثلاً تعلیم بالغاں، مرزا [illegible] سے الوکھت تک"(۷۳)

Scanned by CamScanner

پاکستان ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے بعض معروف ڈرامہ نگاروں کے سلسلے میں محمود بریلوی نے حسینہ معین، امجد اسلام امجد، سلیم چشتی، حمید کاشمیری، اشفاق احمد، سلیم احمد اور بانو قدسیہ کے نام لیے ہیں۔

ڈاکٹر انور سدید نے اردو ڈرامے کا جائزہ درج ذیل پانچ ذیلی عنوانات کے تحت لیا ہے:

۱۔ اسٹیج ڈراما

۲۔ ریڈیو ڈراما

۳۔ ٹیلی ویژن ڈراما

۴۔ ادبی ڈراما

۵۔ منظوم ڈراما

ڈاکٹر انور سدید نے اردو ڈراما پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ مختلف ڈرامہ نگاروں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ڈرامے کو اپنے خون جگر سے پروان چڑھانے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر انور سدید نے یہاں بھی تحقیق کا اعلیٰ معیار برقرار رکھا ہے اور جابجا حوالوں سے اپنی تحریر کو مزین کیا ہے۔

چھتیسویں باب میں ''اردو میں تنقیدِ مزاح و طنز نگاری'' زیر بحث لائے گئے ہیں۔ پروفیسر محمود بریلوی نے پندرہ نقادوں حالی، شبلی، ابوالکلام آزاد، سید سلمان ندوی، مولوی عبدالسلام ندوی، مولوی عبدالماجد فلسفی دریا بادی، شیخ عبدالقادر، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری، مہدی افادی، ڈاکٹر مولوی عبدالحق، حامد حسن قادری، پروفیسر محمود خاں شیرانی، سید مسعود حسن رضوی ادیب لکھنوی، ڈاکٹر غلام محی الدین قادری زور اور ڈاکٹر عبادت بریلوی کا ذکر کیا ہے۔ پروفیسر محمود بریلوی نے ان نقادوں کے فن تنقید پر بہت کم بات کی ہے اور ان نقادوں کے حالات زندگی تفصیلاً بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے ''تنقید ادب''، ''تحقیق کی روایت'' اور ''تنقید کے تین

Scanned by CamScanner

زاویے'' ''رومانی تنقید''، '' ترقی پسند تنقید، اور'' نفسیاتی تنقید'') کے علاوہ'' تنقید کا جہان دیگر'' ایسے عنوانات کے تحت تقریباً ہر قابل ذکر نقاد کا ذکر کیا ہے اور ان کے سوانحی کوائف مرتب کرنے کے بجائے تمام تر توجہ ان کے تنقیدی و تحقیقی شعور، رویوں ،رجحانات اور نظریات پر مرکوز کی ہے۔ ان نقادوں کی ایک فہرست ہی ڈاکٹر انور سدید کی کوشش و کاوش کی وضاحت کر دے گی۔

''تنقید ادب'' کے تحت حالی، شبلی ،آزاد ، وحیدالدین سلیم اور امداد امام اثر؛

''مغربی نظریات کے زیر اثر تنقید'' کے تحت شیخ عبدالقادر، عظمت اللہ خان؛ بجنوری، عبدالقادر سروری، چکبست ،مہدی افادی، حامد اللہ افسر، عبدالطیف، زور، نیاز اور عبدالماجد؛

''تحقیق کی روایت'' کے تحت مولوی عبدالحق، کیفی، حافظ محمود شیرانی، شمس اللہ قادری، سلیمان ندوی، نصیر الدین ہاشمی، زور، حامد حسن قادری، مسعود حسن رضوی ادیب اور قاضی عبدالودود؛

''رومانی تنقید'' کے تحت رشید احمد صدیقی، آل احمد سرور، خورشیدالاسلام، وقار عظیم، عابد علی عابد، حمید احمد خان، یوسف حسین خان اور فراق گورکھپوری؛

''ترقی پسند تنقید'' کے تحت اختر رائے پوری، احتشام حسین، مجنوں گورکھپوری، احمد علی، سجاد ظہیر، عبدالعلیم، علی سردار جعفری، اختر انصاری، ظہیر کاشمیری، ممتاز حسین اور فیض؛

''نفسیاتی تنقید'' کے تحت میرا جی، شیر محمد اختر، ریاض احمد اور محمد حسن عسکری اور'' تنقید کا جہاں دیگر'' کے تحت صلاح الدین احمد، کلیم الدین احمد، عندلیب شادانی، اعجاز حسین، مسعود حسن رضوی ادیب، اختر اورینوی، محمد احسن فاروقی اور عزیز احمد کے تنقیدی افکار کا احاطہ کیا گیا ہے۔

'' ترقی پسند اردو تنقید نگاری'' اس ذیلی عنوان کے تحت پروفیسر محمود بریلوی نے صرف ایک صفحے پر تبصرہ کیا ہے جو بہت ہی مختصر ہے۔ یہ باب پڑھنے سے سیری نہیں ہوتی بلکہ تشنگی کا

Scanned by CamScanner

احساس ہوتا ہے۔ اسی باب میں آٹھ مزاح نگاروں پر گفتگو کی گئی ہے۔ جن میں منشی سجاد حسین ، پروفیسر رشید احمد صدیقی ،میاں عبدالعزیز فلک پیما،سید احمد شاہ بخاری پطرس، شوکت تھانوی، عظیم بیگ چغتائی، مرزا فرحت اللہ بیگ اور کنھیا لال کپور شامل ہیں۔

ڈاکٹر انور سدید نے گیارھویں باب میں ''طنز و مزاح'' (نثر) کے تحت فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، عظیم بیگ چغتائی، فلک پیما، ملا رموزی، محفوظ علی اور مہدی افادی کے علاوہ تیرھویں باب میں ''طنزیہ اور مزاحیہ ادب'' کے تحت کنھیا لال کپور، کرشن چندر، منٹو، شفیق الرحمٰن، شوکت تھانوی، مشتاق احمد یوسفی، کرنل محمد خاں، فکر تونسوی، ابن انشا، ابراہیم جلیس، امجد حسین، محمد خالد اختر، مسعود مفتی، احمد جمال پاشا، یوسف ناظم، مجتبیٰ حسین، مشکور حسین یاد، نظیر صدیقی، غلام الثقلین نقوی، مرزا محمد منور، نریندر لوتھر، مشتاق قمر، رستم کیانی ،صدیق سالک، ضمیر جعفری، ظفر الحسن اور غلام جیلانی اصغر کا ذکر کیا ہے۔

پروفیسر محمود بریلوی نے سینتسویں باب میں اردو صحافت کی تاریخ قلم بند کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ:

'' پہلا اردو اخبار ''خیر خواہ ہند'' کے نام سے ۱۸۳۷ء میں شائع ہوا تھا۔''()

جب کہ ڈاکٹر انور سدید نے ''صحافت کا فروغ'' کے زیر عنوان لکھا ہے کہ

'' ۱۸۲۲ء میں ''جام جہاں نما'' کے نام سے ایک اخبار اردو میں کلکتہ سے نکلنا شروع ہوا لیکن چند ہفتوں کے بعد اس کی زبان فارسی کر دی گئی۔''()

آگے چل کر ''خیر خواہ ہند'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ

'' اردو کی ادبی صحافت کا آغاز رسالہ ''خیر خواہ ہند'' سے ہوا جسے پادری آرسی ماتھر نے ۱۸۳۷ء میں مرزا پور سے جاری کیا۔''()

پروفیسر بریلوی نے اس باب میں مختلف شہروں سے شائع ہونے والے اخبارات کی تفصیل

Scanned by CamScanner

پیش کرنے کے علاوہ اردو کے معروف و مقبول ترین ادبی پرچوں کی تفاصیل بھی بہم پہنچائی ہیں۔

اڑتیسویں باب میں محمود بریلوی نے 'ترقی پسند' ناول اور افسانے پر روشنی ڈالی ہے۔ موصوف نے 'ترقی پسندوں' کی خوب خبر لی ہے۔ لکھتے ہیں:

''حقیقت پسندی(Realism)عریانیت و فحاشی نیز ادبی مباحث میں بیباک و بد لحاظ جنسی ترغیبات کی ذمہ دار ہے۔ یورپ بلکہ کل مغربی دنیا کے حواسوں پر، نیز اس کے جدید لٹریچر پر، عورت سوار ہے۔ ابسین (I B S E N)نے بالخصوص نسوانی تحریک (Feminism) کو سراہا۔ فرائڈ (Freud) کے فلسفہ نے بھی اس کو مدد دی۔ ''ترقی پسند''اردو ادب میں ڈی ایچ لارنس (D.H.Lawrence) کی تحریروں سے یہ ''عورت پرستی''مستعار لی گئی، جس کی ترقی کا سہرا سعادت حسن منٹو اور عصمت چغتائی وغیرہ کی فحش نگاری کے سر ہے۔ سعادت حسن منٹو کے مختصر افسانے ''دھواں'' اور ''بلاوز'' وغیرہ، عصمت چغتائی، کے ''لحاف'' اور ''جال'' وغیرہ ، محمد حسن عسکری کا ''پھسلن'' اور ممتاز مفتی کے بعض افسانے اس کے بدترین نمونے ہیں۔''()۔

اس کے بعد ''انگارے'' اور ''شعلے'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ ''لیلیٰ کے خطوط'' کے بارے میں پروفیسر محمد بریلوی نے لکھا ہے کہ

'' اگر اس کو ناول کہا جا سکے تو قاضی عبدالغفار کی تصنیف ''لیلیٰ کے خطوط'' اردو میں ''ترقی پسند'' مختصر افسانے اور ناول کی نمائندہ پہلی کتاب تھی۔''()

پروفیسر محمود بریلوی نے اردو میں ''ترقی پسند'' ناول اور مختصر افسانہ کے بانی ہونے کی حیثیت

Scanned by CamScanner

سے قاضی عبدالغفار کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔ ''ترقی پسند'' مختصر افسانہ نویسوں میں ''اپندر ناتھ اشک'' دیوندر ستیارتھی، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، علی عباس حسینی، خواجہ احمد عباس، سعادت حسن منٹو، رشید جہاں، عصمت چغتائی، محمد حسن عسکری کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے قاضی عبدالغفار کا ذکر'' رومانی افسانہ'' کے تحت کیا ہے۔ان کے نزدیک ''قاضی عبدالغفار کے افسانوں میں جذبہ مائل بہ پرواز رہتا ہے۔ لیکن وہ پاسبان عقل کو بھی دور نہیں جانے دیتے۔ ''لیلیٰ کے خطوط'' ''مجنوں کی ڈائری'' اور'' تین پیسے کی چھوکری'' ان کی رومانی مزاج کی آئینہ دار کتابیں ہیں۔''( )

ڈاکٹر انور سدید نے ''انگارے'' کے افسانہ نگاروں احمد علی، رشید جہاں، محمود الظفر اور سجاد ظہیر کا ذکر کرنے کے بعد'' ترقی پسند افسانے کے دور زریں'' کے تحت کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، عصمت چغتائی، حیات اللہ انصاری، خواجہ احمد عباس، اوپند ناتھ اشک، اختر انصاری، دیویندر ستیارتھی، سہیل عظیم آبادی، اختر اورینوی، ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری، احمد ندیم قاسمی، بلونت سنگھ اور مہندر ناتھ کے فن افسانہ نگاری پر بحث کی ہے جب کہ سعادت حسن منٹو اور محمد حسن عسکری سمیت کئی دیگر افسانہ نگاروں کا ذکر'' افسانے کا جہان دیگر'' کے تحت کیا ہے۔

پروفیسر محمود بریلوی نے انتالیسویں اور آخری باب میں''اردو کی اہل قلم خواتین'' کے سلسلے میں بیگم عبدالقادر ،نذر سجاد حیدر، حجاب اسمٰعیل، (حجاب امتیاز علی) صالحہ عابد حسین، حمیدہ سلطان، اے آر خاتون، طاہرہ دیوی شیرازی، رشید جہاں ،عصمت چغتائی، ممتاز شیریں، خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، قرۃ العین حیدر، شائستہ اختر، تسنیم تسلیم، سلمیٰ رشید، صدیقہ بیگم، شکیلہ اختر، آغا حشر کاشمیری کی دختر سحاب قزلباش، اسماء طیب ،عائشہ درانی، محمودہ رضویہ، جہان بانو، سیدہ اشرف، سنجیدہ اشرف، سرلا دیوی، ناہید عالم، شفیق بانو، کوشلیا اشک، صغرا ہمایوں مرزا، زہرہ جبیں، صفیہ اختر، آمنہ نازلی اور کشور ناہید کا ذکر

Scanned by CamScanner

کیا ہے۔ پروفیسر صاحب نے ان اہل قلم خواتین کی تصانیف بتانے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید نے اہل قلم خواتین کے لیے الگ باب قائم نہیں کیا البتہ ''افسانہ آزادی کے بعد'' کے تحت مرد افسانہ نگاروں کے ساتھ ساتھ درج ذیل خواتین کے فکر وفن پر بات کی ہے۔

قرۃ العین حیدر، خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، ممتاز شریں، جمیلہ ہاشمی، بانو قدسیہ، الطاف فاطمہ، جیلانی بانو، رضیہ فصیح احمد، فرخندہ لودھی، سائرہ ہاشمی، سیدہ حنا، رشیدہ رضویہ، واجدہ تبسم، عذرا اصغر۔

''علامتی و تجریدی افسانہ'' کے تحت خالدہ حسین اور زاہدہ حنا کا ذکر کیا گیا ہے۔

پروفیسر محمود بریلوی کی ''مختصر تاریخ ادب اردو'' تحقیق کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی۔ اسے پڑھ کر تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر انور سدید کی ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' اردو زبان و ادب کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتی ہے۔

****

حوالہ جات

۱۔ پروفیسر محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، اشاعت اوّل ۱۹۸۵ء

۲۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: طبع اوّل فروری ۱۹۹۱ء

۳۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۰

۴۔ ایضاً

۵۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۱۱۵

۶۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۰

۷۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۱۱۵

۸۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۱

۹۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۳

۱۰۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۲

۱۱۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۱۰۶

۱۲۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۳

۱۳۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۱۰۲

۱۴۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۴۵

۱۵۔ ایضاً، ص ۴۸

۱۶۔ ایضاً، ص ۵۴

۱۷۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۸۵

Scanned by CamScanner

محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۵۷، ۵۸

۱۸۔ ڈاکٹر جمیل جالبی: '' تاریخ ادب اردو'' جلد اوّل مجلس ترقی ادب لاہور،

۱۹۔ ۱۹۷۵ء: ص ۵۳۲

ڈاکٹر وحید قریشی: ولی پر مذاکرہ۔ اوراق، لاہور شمارہ ۳ (۱۹۶۷ء)۔ ص ۹

۲۰۔ مولوی عبدالحق نے یہ سن وفات ایک قلمی نسخے کے ایک قطعے سے نکالا ہے۔

۲۱۔ سال وفاتش خود از سر الہام گفت   باد پناہ ولی، ساقی کوثر علی

'' اعراس نامہ'' کے حوالے سے ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی نے اسے درست قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے بھی ولی کا سال وفات ۱۱۱۹ھ (۱۷۰۷ء) تسلیم کیا ہے۔ (بحوالہ اوراق ۳/۷ ۱۹۶۷ء) ۔ص ۱۲

۲۲۔ مذکورہ بالا تمام حوالے ڈاکٹر انور سدید نے ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۱۳۱، ۱۳۲ پر دیئے ہیں۔

۲۳۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۶۱

۲۳۔ ڈاکٹر انور سدید: '' اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۱۳۹

۲۴۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۶۲

۲۵۔ ایضاً ص ۶۳

۲۶۔ ایضاً ص ۶۴

۲۷۔ ڈاکٹر انور سدید: '' اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۱۴۰!

۲۸۔ ایضاً ص ۱۴۲

۲۹۔ ایضاً ص ۱۴۱

۳۰۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۷۳

۳۱۔ ایضاً ص ۸۹

Scanned by CamScanner

۳۲۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ، ص۹۴، ۹۵

۳۳۔ مصطفے خان شیفتہ: ''گلشن بے خار'' (ترجمہ احسان الحق) ایجوکیشنل کانفرنس کراچی ۱۹۶۲ء، ص ۵۱۹

۳۴۔ رام بابو سکسینہ: ''تاریخ ادب اردو'' (ترجمہ مرزا محمد عسکری) نولکشور پریس لکھنو، بار سوم: ص ۲۵۹

۳۵۔ مذکورہ دونوں حوالے'' اردو کی مختصر تاریخ'' (انور سدید) ص ۲۱۹ سے دیے گئے ہیں۔

۳۶۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۱۱۱، ۱۱۳

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۳۸۔ ایضاً، ص ۱۹۲

۳۹۔ ایضاً، ص ۱۹۶

اقبال کی تاریخ پیدائش نزاعی ہے اور محققین اور ماہرین اقبالیات کا ابھی تک کسی ایک پر اتفاق نہیں ہوسکا۔ میونسپل کمیٹی سیالکوٹ کے ریکارڈ کے مطابق ۲۲ فروری ۱۸۷۳ء درست ہے۔ عبدالواحد معینی نے ''نقش اقبال'' میں نئے شواہد فراہم کرکے ۹ نومبر ۱۸۷۷ء (۳ ذیعقد ۱۲۹۴ھ) کو صحیح تاریخ پیدائش قرار دیا ہے۔ حکومت پاکستان کی مقررہ کردہ تاریخ بھی یہی ہے۔ اقبال کی تمام مستند سوانح عمریوں میں تاریخ پیدائش ۲۲ فروری ۱۸۷۳ء ہی ملتی ہے۔

۴۰۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۲۰۱

۴۱۔ ڈاکٹر انور سدید: '' اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۳۷۴

۴۲۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۲۰۲

۴۳۔ ڈاکٹر انور سدید: '' اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۳۴۹

Scanned by CamScanner

محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۲۰۲

۴۴۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۲۴۹

۴۵۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۲۰۵

۴۶۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۳۵۰

۴۷۔ ایضاً، ص ۴۳۱

۴۸۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۲۰۷

۴۹۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۳۵۳

۵۰۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۲۱۴

۵۱۔ ایضاً، ص ۲۲۴

۵۲۔ ایضاً، ص ۳۲۱

۵۳۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۲۳۷

۵۴۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۳۹

۵۵۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۶۸

۵۶۔ انور سدید نے اس کا حوالہ یوں دیا ہے: مولوی عبدالحق: ''اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیا کا کام''۔ ص ۸ علی گڑھ۔ ت۔ن

۵۷۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۴۲

۵۸۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ''۔ ص ۳۷ بحوالہ مولوی عبدالحق ''اردو کی ابتدائی نشوونما'' ص ۲۰

۵۹۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۵۳

۶۰۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۲۲۹

۶۱۔ ایضاً، ص ۳۵۳

Scanned by CamScanner

۶۲۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ''، ص ۳۵۷

۶۳۔ ایضاً، ص ۳۵۷، ۳۵۸

۶۴۔ ایضاً، ص ۲۱۰، ۲۱۱

۶۵۔ ایضاً، ص ۲۱۱ بحوالہ ''انشاء اللہ خاں انشاءؔ...... عہد اور فن'' از اسلم پرویز ص ۱۸۲۔ دہلی ۱۹۶۱ء

۶۶۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۳۸۸

۶۷۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۲۹۸

۶۸۔ ایضاً، ص ۲۷۱ بحوالہ نقوش آپ بیتی نمبر ص ۱۹۷

۶۹۔ ایضاً، ص ۲۷۱ بحوالہ مانک ٹالہ'' پریم چند اور تصانیف پریم چند'' ص ۱۵۰ ۔ دہلی ۔ ۱۹۸۴

۷۰۔ ایضاً، ص ۲۷۲

۷۱۔ پطرس بخاری۔ بحوالہ مقالہ اردو کا پہلا افسانہ از سید ڈاکٹر معین الرحمٰن ۔ فنون غالب نمبر ۱۹۶۹ء ۔ ص ۴۰۷

۷۲۔ ڈاکٹر معین الرحمٰن ۔ بحوالہ ایضاً ص ۴۰۶

۷۳۔ بحوالہ ''نوٹ'' خیالستان، مرتبہ غلام حسین ذوالفقار

مذکورہ تینوں حوالے انور سدید نے ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' کے صفحہ ۳۷۲ پر دیئے ہیں۔

۷۴۔ ڈاکٹر انور سدید: ''اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۳۷۲

۷۵۔ ایضاً بحوالہ ڈاکٹر معین الرحمٰن ''اردو کا پہلا افسانہ'' مشمولہ فنون غالب نمبر ۱۹۶۹ء

۷۶۔ ایضاً، ص ۳۷۳ بحوالہ ''نوٹ'' خیالستان مرتبہ غلام حسین ذوالفقار

۷۷۔ ایضاً، ص ۳۷۳

Scanned by CamScanner

محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۲۹۹

۷۸۔ ایضاً، ص ۴۲۱

۷۹۔ ڈاکٹر انور سدید: '' اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۲۶۹ بحوالہ حامد اللہ افسر ''اردو

۸۰۔ کا پہلا اخبار'' مشمولہ 'مشرب'

۸۱۔ ایضاً، ص ۲۷۰

۸۲۔ محمود بریلوی: ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ص ۴۳۱

۸۳۔ ایضاً، ص ۴۳۱

۸۴۔ ڈاکٹر انور سدید: '' اردو ادب کی مختصر تاریخ'' ص ۴۷۲

Scanned by CamScanner